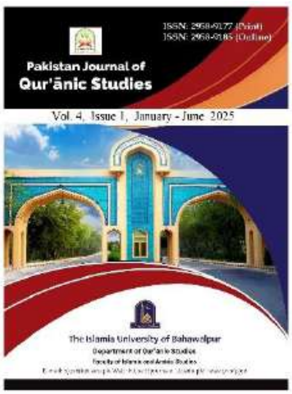

Pakistan Journal of Qur'ānic Studies

ISSN Print: 2958-9177, ISSN Online: 2958-9185
Vol. 4, Issue 1, January – June 2025, Page No. 75 - 85
HEC: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089226#journal_result
Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs
Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/issue/view/243
Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/4055
Publisher: Department of Qur'ānic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Title **Ilm Al Kalam and the Problem of Predestination: An Introductory Overview**

Author (s):

Hafiza MahGul
Lecturer, Department of Islamic Studies, Government Graduate Colleges (Women), Yazman, mahgul786bwp@gmail.com.

Dr. Farzana Iqbal
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The Goverment Sadiq College Women University, Bahawalpur, farzana.iqbal@gscwu.edu.pk.

Received on: 10 June, 2025
Accepted on: 22 June, 2025
Published on: 30 June, 2025

Citation: Hafiza MahGul, and Dr. Farzana Iqbal. 2025. “ علم الکلام اور مسئلہ تقدیر: تعارفی جائزہ: Ilm Al Kalam and the Problem of Predestination: An Introductory Overview”. Pakistan Journal of Qur’ānic Studies 4 (1):75-85. https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/4055.

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

All Rights Reserved © 2025 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

علم الکلام اور مسئلہ تقدیر: تعارفی جائزہ

Ilm Al Kalam and the Problem of Predestination: An Introductory Overview

Hafiza MahGul
Lecturer, Department of Islamic Studies, Government Graduate Colleges (Women), Yazman, mahgul786bwp@gmail.com
Dr. Farzana Iqbal
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The Goverment Sadiq College Women University, Bahawalpur, farzana.iqbal@gscwu.edu.pk.

Abstract:

Ilm al-Kalam is the science that establishes Islamic beliefs using rational (‘aqlī) and textual (naqlī) evidence. It is through this discipline that Muslim beliefs are protected from doubts and misconceptions, and it provides reasoned responses to the objections raised by critics. Theologians (Mutakallimīn) effectively counter false ideologies and atheistic philosophies with intellectual and practical arguments in defense of Islamic creedMany scholars consider Ilm al-Kalam to be a FardKifayah (collectiveobligation), while others regard it as Fard ‘Ayn (individual obligation), given its importance in defending the faith. Mastery and promotion of this science is crucial forthpreservation of religion. Ilm al-Kalam has not only been beneficial in the past but is also urgently needed in today’s scientific and intellectual era One of the major issues addressed within Ilm al-Kalam is the matter of predestination (Qadar). This is a highly sensitive yet important topic, and that is why the theologians have explained it in a thoughtful and rational manner that remains fully aligned with Islamic teachings.

Keywords: Ilm al Kalam, Islamic Beliefs, Predestination, Rational and Textuaevidence, Defense of Islamic Beliefs.

علم الکلام کی تعریف:

کلام کے معنی بات، گفتگو اور قول کے ہیں نحو کی اصطلاح میں کلام ایک مکمل بات کو کہتے ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ جن کو "علم الکلام" کا موجد خیال کیا جاتا ہے اور جنہوں نے اس علم کو "الفقہ الاکبر" کے نام سے موسوم کیا ہے علم الکلام کی تعریف میں لکھتے ہیں:

Article Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/4055

"اعلم ان الفقه في اصول الدين افضل من الفقه في فروع الأحكام والفقه هو معرفة النفس مايجوز لها من الاعتقاديات والعمليات ومايجب منها وما يتعلق منها من الاعتقاديات هو الفقه الاكبر وما يتعلق بالعمليات فهو فقه"[1]

"یعنی فقہ الاعتقاد کامقام فقہ الاحکام سے برتر ہے اور فقہ میں اعتقادات واعمال میں سے جائزاورواجب امور جاننے کانام ہے اعتقادات سے متعلق فقہ کانام "الفقہ الاکبر"اوراعمال سے متعلق فقہ کو"فقہ"سے تعبیر کیاجاتاہے"

علم الکلام میں مہارت رکھنے والے متکلمین کہلاتے ہیں اور متکلمین کے ہاں اعتقادی مسائل کو"علم الکلام" "الفقہ الاکبر" "علم التوحیداور"علم العقائدالاسلامیہ"جیسے ناموں سے تعبیر کیاجاتاہے۔

علامہ ابن خلدون علم الکلام کی تعریف میں لکھتے ہیں:

"هو علم يتضمن الحجاج عن العقائد الإيمانية بالأدلة العقلية والرد على المنحرفين فى الاعتقادات"[2]

"یعنی علم الکلام ایسے علم کانام ہے جوایمانیات کودلائل سے ثابت کرنے اوراعتقاداتِ باطلہ کے ردپر مشتمل ہو"

علم الکلام کی غرض وغایت:

علامہ عضدالدین ایجی نے علم الکلام کی غرض وغایت کے طورپر درج ذیل اُموربیان کیے ہیں:

- اعتقادباطل کی محتاجی سے ایمان کی طرف ترقی۔
- ہدایت کے متلاشی کے لیے حجت وبراہین وارد کرنااور معاندین کے خلاف حجت قائم کرنا۔
- قواعددین اسلام کی مبطلین کے شبہات سے حفاظت۔
- علوم شرعیہ علم العقائدپر مبنی ہیں اورعقائدسے ان کااخذواقتباس کیاجاتاہے۔
- نیت وعقیدہ کی درستی سے سعادتِ دارین کاحصول[3]

[1]کمال الدین احمد بن حسن، اشارات المرام من عبارات الامام ابیٔ حنیفہ النعمان (بیروت: دارالکتب العلمیہ،2007ء)،15۔

[2]علامہ ولی الدین عبدالرحمان بن محمد بن خلدون، مقدمہ ابن خلدون (بیروت:مطبعۃالادبیہ،1879ء)،1/400۔

[3]سعید عبداللطیف فودۃ،الموقف المدخل قراءۃ نقدیۃ لاھم الاصول فی الفکر الاسلامی والغربی (الاردن: دارالرازی للنشر،2001ء)،8تا9۔

علم الکلام کا موضوع:

کسی بھی علم کا موضوع وہ ہوتا ہے جس کے عوارض ذاتیہ کے بارے میں اس علم میں بحث کی جاتی ہے علم الکلام کا موضوع اصول الدین اور عقائد ہیں اور اصول الدین چار چیزیں ہیں:

الوہیت

نبوت

امانت

معاد[4]

علام الکلام میں صانع کے احوال جیسا کہ وحدت، ارادہ، کلام اور قدم وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے۔

متکلمین کے کام:

علم الکلام کے سلسلے میں متکلمین تین کام انجام دیتے ہیں:

اول: اسلامی عقائد کی وضاحت۔

دوم: ان دلائل پر عقلی و نقلی دلائل پیش کرنا۔

سوم: اس کے مخالف نقطہ نظر کا رد[5]

علم الکلام کی حلّت و حرمت کے متعلق علمائے اُمّت کی آراء:

علم الکلام ایک بلند مرتبہ علم ہے یا قابل اجتناب؟ اس میں اہل علم کے درمیان خاصا اختلاف رہا ہے، بلکہ بعض اہل علم کی طرف دونوں طرح کی آراء منسوب ہیں۔

امام الحرمین عبد الملک جوینی، علامہ بیہقی، امام غزالی، امام نووی، علامہ ابن عساکر، علامہ طیبی، علامہ محلی شافعی وغیرہ نے علم کلام کے حاصل کرنے کو فرض کفایہ قرار دیا ہے۔

علامہ ابن حجر ھیتمی مکی نے مشکاۃ کی شرح میں لکھا ہے:

"انه آكد فروض الكفايات: بل هو فرض عين إذا وقعت شبهة توقف حلها عليه"[6]

---

[4] سعید عبد اللطیف فودۃ، بحوث فی علم الکلام (الاردن: دار الرازی للنشر، 2004ء)، 18۔

[5] خالد سیف اللہ رحمانی، آسان علم الکلام (انڈیا: المعہد العالی الاسلامی، 2020ء)، 27۔

[6] ابن حجر الھیتمی، فتح الالہٰ فی شرح المشکاۃ (لبنان: دار الکتب العلمیہ، 2015ء)، 1/566۔

"یہ فرض کفایہ نہیں ہے، بلکہ جب کوئی ایسا شبہ پیش آجائے جس کا حل اسی پر موقوف ہو تو یہ فرض عین بن جاتا ہے"

یہی رائے آئمہ اربعہ کی طرف بھی منسوب کی جاتی ہے۔ چنانچہ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے اس موضوع پر "الفقہ الاکبر"، امام احمد بن حنبلؒ نے "الرد علی الجہمیہ"، امام شافعیؒ نے اعتقادی مسائل پر مناظرے کیے۔ امام مالکؒ نے استواء کے مسئلے پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کے علاوہ امام ابوالحسن اشعریؒ نے "استحسان الخوض فی علم الکلام" کے نام سے ایک مدلل کتاب لکھی ہے۔ اسی طرح امام غزالیؒ نے بھی اس کو فرض کفایہ قرار دیا ہے، مگر اس میں اشتغال کی مذمت کی ہے۔

علم الکلام کے مادحین کے دلائل:

ان حضرات کے دلائل درج ذیل ہیں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ"[7]

"اور ان سے بحث ایسے انداز سے کیجیے جو نہایت حسین ہو"

"قالُوا يَا نُوحُ قَدْ جادَلْتَنا فَأَكْثَرْتَ جِدالَنا"[8]

"وہ کہنے لگے اے نوح! بے شک تم ہم سے جھگڑ چکے، سو تم نے ہم سے بہت جھگڑ لیا"

"وَتِلْكَ حُجَّتُنا آتَيْناها إِبْراهِيمَ عَلى قَوْمِهِ"[9]

"اور یہی ہماری توحید کی دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلے میں دی تھی"

"أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ"[10]

"کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا، جو اپنے رب کے بارے میں ابراہیم سے جھگڑا کرنے لگا"

ان سے استدلال کی وجہ یہ ہے کہ جدال، حجت اور بحث و مباحثہ وغیرہ کا مقصد یہی ہے کہ اپنے مؤقف کو دلائل سے ثابت کیا جائے اور فریق مخالف کی باتوں کو دلیل سے رد کیا جائے یہی علم الکلام میں کیا جاتا ہے۔

---

[7] النحل(16):125۔

[8] ھود(11):32۔

[9] الانعام(6):83۔

[10] البقرہ(2):258۔

علم الکلام کے ناقدین:

اہل علم کی ایک بڑی تعداد ایسی بھی ہے جو علم الکلام کی مذمّت کرتی ہے، یہاں تک کہ امام خطابیؒ اورامام ابن تیمیہؒ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ علامہ عبداللہ محمد الہروی نے "ذم الکلام" کے نام سے کتاب لکھی ہے، جس میں علم الکلام کی مذمّت کی ہے۔ اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے "صون المنطق والکلام عن فن المنطق والکلام" کے نام سے ایک مذمتی کتاب تحریر کی ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے اپنی معروف تالیف "درتعارض العقل والنقل" میں اورامام غزالیؒ نے اپنی کتاب "الجام العوام عن علم الکلام" میں اورابن وزیر نے اپنی کتاب "ترجیح اسالیب القرآن علی اسالیب الیونان" میں ایک درمیانی راستہ اختیار کرتے ہوئے علم الکلام کے اس حصے کو درست قرار دیا ہے جس کی بنیاد کتاب وسنّت پر ہے اوراس کا وہ حصہ جس کی اساس منطق وفلسفہ پر ہے اس کی مذمّت کی ہے۔

علم الکلام کے ناقدین کے دلائل:

علم الکلام کی مذمّت کرنے والے درج ذیل آیت قرآنی سے استدلال پیش کرتے ہیں:

"هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتابَ مِنْهُ آياتٌ مُحْكَماتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتابِ وَأُخَرُ مُتَشابِهاتٌ"[11]

ناقدین کے نزدیک اس آیت میں متشابہات میں پڑنے سے منع کیا گیا ہے اور علم الکلام میں متشابہات سے ہی بحث کی جاتی ہے۔

ناقدین دوسری رائے یہ پیش کرتے ہیں کہ صحابہ کا دور بہترین دور تھا، آپ حضرات سے بڑھ کر دین سے کسی کو واقفیت حاصل نہ تھی مگر انہوں نے فقہ وفتاویٰ کی طرف تو توجہ مبذول فرمائی مگر علم الکلام کے مباحث سے کوئی شغف نہ رکھا اس لیے کہ یہ بدعت اور گمراہی ہے۔

علم الکلام کے اہم مسائل:

علم الکلام کے اہم مسائل وہ ہیں جن پر پورے علم کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اس اعتبار سے علم الکلام کے کچھ مسائل نہایت اہم اوراساسی حیثیت رکھتے ہیں اور کچھ مسائل ایسے ہیں جو جدید دور کے تناظر میں اہمیت کے حامل ہیں:

گویا علم الکلام کے اہم مسائل دوطرح کے ہیں:

---

[11] آل عمران(3):7۔

1. اساسی مسائل
2. جدید دور کے مسائل

اساسی مسائل:

اساسی مسائل سے مُرادوہ مسائل یامباحث ہیں جن پر پورے علم الکلام کی بنیاد رکھی گئی ہے یہ مسائل انتہائی اہمیت کے حامل ہیں،جو کہ درج ذیل ہیں:

1۔ تصوراللہ

- اسماءوصفات باری تعالیٰ
- اسماءوصفات باری تعالیٰ کی قسمیں

2۔ تصورانبیاء

- بعثت انبیاء کے مقاصدواہداف
- بعثت انبیاء کی ضرورت واہمیت

3۔ مسئلہ تقدیراورجبروقدر

- تقدیر کی حقیقت
- تقدیرپرایمان لانے میں بحث ومباحثہ کی ممانعت

4۔ تصوربعث بعدالموت

- بعث بعدالموت کی حکمت
- عقلی وقرآنی دلائل

جدیددور کے مسائل:

ان میں وہ مسائل شامل ہیں جو دورِجدید میں پیش آئے اور جن کا تعلق عقائد سے ہے،ان مسائل کا حل اس لیے ضروری ہے تاکہ غیر مسلموں کو مذہب کی طرف راغب کیا جائے اور مسلمانوں کے شکوک وشبہات کو دور کیا جائے۔یہ مسائل درج ذیل ہیں:

وجودِباری تعالیٰ اورسائنس۔

نظریہ انفجارعظیم(Big Bang)

نظریہ ارتقاء(Theory of Evolution)

وحی الٰہی اور سائنسی حقائق

مذہب اور سائنس کا مسئلہ[12]

مسئلہ تقدیر اور جبر وقدر:

ایک مسلمان کے لیے جن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے ان میں سے ایک تقدیر بھی ہے۔

تقدیر کے معنی اندازہ کرنے اور تلقین کرنے کے ہیں۔تقدیر سے مُراد یہ ہے کہ کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے اور ہو تا رہے گا وہ سب اللہ کے علم میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُسے پہلے سے ہی لکھ دیا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَافِي السَّماءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذلِكَ فِي كِتابٍ إِنَّ ذلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ"[13]

"کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ وہ سب کچھ جانتا ہے جو آسمان اور زمین میں ہے،بے شک یہ سب کتاب میں درج ہے،یقیناً یہ سب اللہ پر بہت آسان ہے"

چنانچہ تقدیر پر ایمان کے سلسلے میں اہلِ علم نے لکھا ہے:

"والقدر: أی بالقضاء والقدر خيره وشره، أی نفعه وخيره وحلوه ومره، حال كونه من الله تعالیٰ فلا تغير للتقدير، فيجب الرضاء بالقضاء والقدر، وهو تعيين كل مخلوق لمرتبة التی توجد من حسن وقبح ونفع وضر وما يحيط به من مكان وزمان وما يترتب عليه من ثواب أو عقاب"[14]

"تقدیر سے قریب ایک اور لفظ قضاء ہے،بعض اہل علم کے نزدیک قدر اور قضاء ایک ہی چیز ہے۔اور بعض اہل علم کے نزدیک دونوں میں فرق اس طرح سے ہے کہ اللہ کے علم میں ازل سے جس چیز کی جو شکل ہے وہ قدر یا تقدیر ہے،پھر اللہ نے اس کو جاری فرمایا تو وہ قضاء ہے"

تقدیر اور انسان کا مقام:

تقدیر کی وجہ سے انسان کسی عمل پر مجبور نہیں ہو جاتا،اس کو سمجھنے کے لیے تین نکات اہم ہیں:

---

[12] خالد سیف اللہ رحمانی، آسان علم الکلام، 31۔

[13] الحج(22):70۔

[14] ابی حنیفہ، النعمان بن ثابت، شرح فقہ الاکبر (قطر: الشئون الدینیہ، س ن)، 124۔

علم الٰہی: اللہ تعالیٰ کا علم ازلی ہے، اسے معلوم ہے کہ کیا چیز کیسی ہو گی، جیسے ایک استاد کا اپنے شاگرد کی کامیابی یا ناکامی سے واقف ہونا، ڈاکٹر کو مریض کے بارے میں صحت یابی کا معلوم ہونا۔ اللہ کا علم تو قطعی ہے، کامل ہے، اس لیے اس کے خلاف پیش آہی نہیں سکتا۔ جبکہ انسان کا علم قیاس و اندازے پر مشتمل ہوتا ہے، غلط ثابت ہو سکتا ہے، لہٰذا جب اس کے اندازے غلط ثابت ہونے پر اسے ذمہ دار قرار نہیں دیا جا سکتا تو اس طرح انسان کے گناہ کرنے کے بارے میں بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انسان کو خدا نے گناہ پر مجبور کیا ہے۔

ارادہ وکسب: ہر انسان کو اللہ ربّ العزّت کی طرف سے ارادہ کرنے کی آزادی دی گئی ہے۔ انسان چاہے تو نیکی کا ارادہ بھی کر سکتا ہے اور بدی کا بھی، انسان کو ثواب وعذاب دراصل اسی قوّت ارادہ کے صحیح و غلط استعمال کی وجہ سے دیا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں اس ارادہ کو کسب کہا گیا ہے، ارشاد خداوندی ہے:

"لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ"[15]

"اچھا کام کرے تو اس کو اس کا فائدہ ملے گا، برا کرے گا تو اسے اس کا نقصان پہنچے گا"

مشیت ایزدی: اگرچہ انسان کو قوّت ارادی عطاء ہوئی ہے مگر پھر بھی صرف انسان کے ارادے سے کوئی بھی چیز وجود میں نہیں آتی جب تک اللہ تعالیٰ کی مشیت شامل نہ ہو۔ جب انسان اچھائی کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ اس کی مدد فرماتا ہے، اسی طرح جب انسان گناہ پر اپنا ارادہ یا آمادگی ظاہر کرتا ہے تو اللہ اس میں اپنی مشیت شامل فرماتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

"فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى"[16]

"تو جس نے خدا کے راستے میں مال دیا اور پرہیز گاری کی اور نیک بات کو سچ جانا، اس کو ہم آسان طریقے کی توفیق دیں گے اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ بنا رہا اور نیک بات کو جھوٹ سمجھا اسے سختی میں پہنچائیں گے"

پس ثابت ہوا کہ انسان مجبور محض نہیں ہے، وہ تکوینی معاملات مثلاً شکل وصورت اور رنگ روپ وغیرہ میں تو مجبور ہے، مگر اپنے عمل میں اس کو ارادہ واختیار کی آزادی دی گئی ہے اور اس کی وجہ سے ہی اسے ثواب یا عذاب دیا جاتا ہے۔

---

[15] البقرہ(2):286۔

[16] اللیل(92):5تا10۔

تقدیر کی اقسام:

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے جو کچھ لوحِ محفوظ میں درج فرمایا ہے وہ اٹل بھی ہے اور اس کی مرضی کے مطابق بدل بھی سکتا ہے۔

چنانچہ اس لحاظ سے تقدیر دو طرح کی ہوتی ہے

1۔ تقدیر مبرم: ایسی تقدیر جو قطعی طور پر لکھی گئی ہو اور اٹل ہو۔

2۔ تقدیر معلق: ایسی تقدیر جو مشروط طور پر لکھی گئی ہو اور دعا یا نیک عمل سے بدل سکتی ہو۔

اسی بات کی طرف ملا علی قاریؒ نے اشارہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات موجود ہے کہ کسی انسان کے لیے بالآخر کون سی بات (مبرم یا معلق) پیش آئے گی۔

فرمایا:

"قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَتَبَ اللَّهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ أو قَدَّرَ عَيَّنَ مَقَادِيرَهُمْ تَعْيِينًا بَتًّا لَايَتَأَتَّى خِلَافُهُ بِالنِّسْبَةِ لِمَا فِي عِلْمِهِ الْقَدِيمِ الْمُعَبَّرِ عَنْهُ بِأُمِّ الْكِتَابِ، اَوْ مُعَلَّقًا كَأَنْ يَكْتُبَ فِى اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ فُلَانٌ يَعِيشُ عِشْرِينَ سَنَةً إِنْ حَجَّ، وَخَمْسَةَعَشَرَ إِنْ لَمْ يَحُجَّ، وَهَذَا هُوَ الَّذِي يَقْبَلُ الْمَحْوَ وَالْإِثْبَاتَ الْمَذْكُورَيْنِ فِي قَوْلِهِ إِلَّا مَا يُوَافِقُ مَا أَبْرَمَ فيهَا. كَذَاذَكَرَهُ ابْنُ حَجَرٍ"[17]

"اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیریں لکھ دی ہیں اور ان کے اندازے کو واضح کر دیا ہے (متعین) یہ تعین اس طرح ہے کہ اس کے قدیم علم کے مطابق ہے، جسے اُمّ الکتاب مطلق طور پر لوح محفوظ میں لکھا جاتا ہے، مثلاً یہ لکھا ہو کہ اگر فلاں شخص حج کرے تو م وہ بیس سال جیے گا اور اگر حج نہ کرے تو پندرہ سال جیے گا، یہی وہ تقدیر ہے جو مٹانے اور ثابت کرنے کی قبولیت رکھتی ہے (يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ۔) بشرطیکہ یہ بات اس کے خلاف نہ ہو جو اللہ کے ازلی فیصلے (امر ابرامی) میں پہلے سے طے شدہ ہے"

مسئلہ تقدیر کی نزاکت:

تقدیر کا مسئلہ بڑا نازک ہے اور عام لوگوں کے لیے اس کا سمجھنا دشوار ہوتا ہے، لہذا یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اس مسئلہ پر بحث و تمحیص کو ناپسند کیا۔

[17] شیخ علی بن سلطان محمد القاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح (لبنان: دار الکتب العلمیہ، 2001ء)، 1/240۔

ارشاد فرمایا:

"خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِي القَدَرِ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ"[18]

"ہم تقدیر کے بارے میں بحث کررہے تھے،اسی دوران رسول اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اورآپ ﷺ سخت ناراض ہوئے، حتیٰ کہ آپ ﷺ کا رُخ انور سرخ ہو گیا"

اسی طرح حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ تَكَلَّمَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقَدَرِ سُئِلَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيهِ لَمْ يُسْأَلْ عَنْهُ"[19]

"جو کوئی تقدیر کے متعلق پوچھے گا، قیامت کے دن اس سے سوال پوچھا جائے گا اور جو کوئی اس کے بارے میں کلام نہیں کرے گا اس سے سوال نہیں پوچھا جائے گا"

مسئلہ تقدیر پر بحث کے سلسلے میں امام الطحاویؒ نے ان الفاظمیں متنبہ فرمایا:

"وَأَصْلُ الْقَدَرِ سِرُّ اللَّهِ تَعَالَى فِي خَلْقِهِ، وَالتَّعَمُّقُ وَالنَّظَرُ فِي ذَلِكَ ذَرِيعَةُ الْخِذْلَانِ"[20]

"تقدیر کے راز کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑدو اوراس میں زیادہ غور وفکر کرنا اور تحقیق کرنا محرومی کا باعث ہے"

خلاصہ بحث:

علم الکلام وہ علم ہے جس میں اسلامی عقائد کے دفاع میں عقلی اور منطقی دلائل پیش کیے جاتے ہیں اس علم کے ماہرین متکلمین کہلاتے ہیں متقدمین اور متاخرین کے نزدیک یہ علم خاصی اہمیت کا حامل ہے علم الکلام کے سبب اسلامی عقائد کے متعلق شکوک وشبہات کا ازالہ کیا جاتا ہے اور غیر مسلموں کو اسلام کی درست تشریح پیش کی جاتی ہے علم الکلام کے کچھ مسائل آسانی ہیں جن پر اس علم کی بنیاد ہے جبکہ کچھ مسائل جدید ہیں اس علم کا ایک اہم مسئلہ تقدیر ہے جس کے متعلق وارد ہونے والے ابہام اور اشکال کو علم الکلام میں دور کیا جاتا ہے۔ تقدیر کی دونوں اقسام (مبرم و معلق) کی وضاحت اس علم میں کی جاتی ہے۔

---

[18] محمد بن عیسی بن سَوْرة بن موسى بن الضحاک، الترمذي، السنن (مصر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي-الطبعة الثانية، 1395ه- - 1975م) رقم الحدیث: 2133۔

[19] ابن ماجة ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ (الحلب: دار احیاء الکتب العربیۃ- فیصل عیسی البابی، س ن)، رقم الحدیث: 84۔

[20] صدر الدین محمد بن علاء الدین عليّ بن محمد ابن ابي العز، شرح العقيدة الطحاوية (لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، 1990ء) 1/320۔